رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD NO A 783



RESERVED

جلد نمبر ۳۳

مضامین غیر

پنجشنبہ ۲ ستمبر ۱۹۲۶ء

نیرنگِ عشق

از جناب ملکہ شمس العلماء محمد عبد الرحمن صاحب شاقر رامسی رکن خاندان کرناٹک مترجم فارسی گورنمنٹ ایجنٹ ہز ہائینس پرنس آف آرکاٹ بی اسی آئی ای جسٹس مدراس میسور یونیورسٹی ذرمیندار شاہیدرم۔

یہ نظم بغرض تبصرہ وصول ہوئی مگر تبصرے کی ضرورت نہیں۔ پنچ کے ناظرین سخن شناس ہیں۔ اور حضرت شاقر کا کلام ایک آدھ مرتبہ سر در رفتہ سے خاطر ہو بھی چکا ہے اس کے علاوہ ایک نظم اور بھی ہے جو آئندہ درج ہو گی۔ "اڈیٹر"

کیا گرم ہے حبِ آنظین کا بازار — یہ سلسلۂ غفلت کا ہے کیا صاعقہ زار
میں شمس ہوں نا ہر برق کو یہ ہے پندار — ہر مست کو یہ دھن ہے کہ میں ہوں ہشیار
ہر سر کیلئے ہے ایک سودا در کار — ہر دل کیلئے ہے ایک دلبر ناچار
بیٹے پہ مرا ہے یہ لیل و نہار — وہ صحت جسم کا ہے دائم بیمار
کوئی زن و فرزند کو کرتا ہے پیار — گاہک ہے کسی کے دل کا حسن بازار
جیتا ہے یہ بیرا نیہ دیب د انار — وہ ازپئے حلوا و کباب و آچار
کرتی ہے کسی کو مست بوئے گلزار — اور ہے کوئی وار فتۂ دشت و کہسار
یہ زیور پر ندا و خلعت پہ نثار — آئینۂ سادہ دل بھی ہے کیا پرکار
سودائے زر کے دیدنی ہیں آثار — سوداگر تجھ سے کم نہیں ہو تیار
کوسوں کا سفر اسکو نہیں ہے دشوار — دل جس کا اچھلتا ہے برائے عطار
اسکو شطرنج ہے توجہ کا مدار — اور اسکو مراقبہ ہے مچھلی کا شکار
یہ مستی مے سے گلفشاں لالہ عذار — وہ گرمئی نے سے سوز خواں موسیقار
پاتا نہیں کوئی بے کیفی کے قرار — پھرتا ہے الیکشن میں کوئی مجنوں وار
حبِ وطن و قوم میں یہ ہے سرشار — اور اپنی زبان پر اُسے استکبار
یہ دیوانہ ہے شعر زلف خمدار — وہ پروانہ ہے علم شمعِ رخسار
عزیٰ و منات و لات ہیں بر سرکار — گرم ہے ملک و مال و زن کا بازار
تینوں کے تینوں ہیں دو ان خونخوار — سلطین و علی کے غم سے سینے ہیں نگار
صدیق فقط ہیں اس کے بت سے بیزار — ذرا اعظم ہے سومنات پندار
القصہ ہے کائنات کل الفت زار — مربوط اسی سے ہیں ثوابت سیار

ہر ذرہ سے حسن و عشق کا ہے اظہار — دل میں ہے نظر، نظر میں دل۔ اے ہشیار
خیر و شر کا بھی عشق ہی پر ہے مدار — یعنی وہی نور ہے کہیں اور کہیں نار
ابراہیمی نظر کو کر اپنا شعار — حُبّ آفل ہے مرگِ دل آخر کار
ظاہر ہے احشد نہیں مظاہر کا شمار — تکرار تجلی بھی نہیں ہے زنہار
ہوتا ہے کہیں وہ خوف و حرماں کا شکار — تغییر کے قابل نہو جس کا دلدار
اس کا نہو دارین میں کیوں بیڑا پار — رکھتا ہو جو دل بہ یار اور دست بکار
وہ سیر محیط اور وہ مرکز پہ قرار — محرم مرا رمز کا رہے مشغل پہ کار

العشق ہو اللہ ہے بابُ الاسرار

موتیا بند

یعنی

تبصرہ شعر الہند

نمبر ۳

صاحب شعر الہند نے صفحہ ۴۳ سے بعنوان قدما کا دوسرا دور پھر ایہام پر سر پٹینا شروع کیا اور یہ پورا باب تقریباً اسی پینگ بیبار (بقول دلی حلیہ) پر ختم کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ "محمد شاہی دور تک اگرچہ دلی میں اردو شاعری کا عام رواج ہو چکا تھا۔ تاہم ابتک شاعری نے کوئی سنجیدہ اور موزون قالب نہیں اختیار کیا تھا بلکہ وہ غلط مکروہ سبک اور مبتذل الفاظ و معانی کا مجموعہ تھی"۔

ایک نادان سخن ناشناس اگلی شاعری کے متعلق ایسا ہی خیال ظاہر کرنے کا اہل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زمانہ بدلتا رہتا ہے اور زمانے کے ساتھ ہی رواج بھی۔ رواج یا پسند کا بدلنا ہی معنی رکھتا ہے کہ طرز حال نے طرز ماضی سے قطع تعلق کر لیا۔ شاعری بھی اپنی قدر و منزلت میں لوگوں کی پسند کی اوتنی ہی محتاج ہے جتنی کہ پوشاک یا زیور کی وضع قطع۔ محمد شاہ کے وقت میں نیا جامہ دستار عصا پٹکا چکن گھیلا جوتا۔ بڑے پائچوں کے پاجامے لوگ پہنتے تھے مردانے پائچے اتنے بڑے ہوتے تھے کہ چلنا دوبھر تھا۔ ہاتھی پر بیٹھے ہیں اور پائچہ زمین پر جھاڑو دے رہا ہے دیکھنے والے امتیاز نہیں کر سکتے کہ یہ پائچہ ہے یا جھول۔ آجتک عورتیں کم از کم لفظ مرد پاسمان سے شکوہ ان الفاظ کرتی ہیں۔ واہ کہتے تو ایسا پائچا بجا رہی کیا کہ ادھر کروٹ لینے کا نام ہی نہیں لیتے"۔

ہمارے زمانے میں بخشی لوجن لال مرحوم وکیل پرانی درباری پوشاک ہر وقت پہنے رہتے تھے لوگ اون پر ہنستے تھے مگر وہ مسکرا کے جواب دیتے تھے کہ "میں تو اپنے باپ دادا کی وضع کا نباہ کر رہا ہوں تم اپنی کہو۔ کچہریوں میں جیٹ کوٹ سے آراستہ ہو کے آتے ہو اور اپنے باپ دادا کی وضع پر ہنستے ہو عجب بد وضع ہو"۔ بعینہ یہی حال شاعری کا ہے اب جو پرانے طرز کے اشعار سامنے آتے ہیں اون پر لوگ آوازے کستے ہیں نہ وہ غلط کہے گئے نہ مکروہ نہ سبک نہ مبتذل۔ ایہام توریہ مراعاۃ النظیر

براعت استہلال وغیرہ بھی صنعتیں ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ان صنعتوں میں انھوں نے ایک کل ذخیرہ ہمارے مطالعہ کے لئے چھوڑا ہے جو الفاظ صاحب شعر الہند کو دیگر خود پسند تذکرہ نگاروں کی تقلید کی عینک لگانے کی وجہ سے غلط معلوم ہوتے ہیں وہ مستند ہیں اور غالب اوسی طرح اوس زمانے میں بولے جاتے ہونگے جس طرح نظم کئے گئے ہیں۔ ولی دکنی کے دیوان میں ہر طرز کے شعر موجود ہیں خالی ایہام ہی پر اوس نے اودھار نہیں کھایا۔ مگر صاحب شعر الہند کے پاس نہ وہ عینک ہے جو محاسن شعر پرکھنے کے لئے درکار ہے نہ اتنا حافظہ ہے۔

حضرت خود ہی فرماتے ہیں کہ یہ عہد عالمگیری۔

"یہ زبان ہر قسم کے شاعرانہ خیالات کے ادا کرنے کے قابل ہو گئی" اور خود ہی فرماتے ہیں عہد محمد شاہ "ایک سنجیدہ اور موزون اسلوب نہیں اختیار کیا تھا بلکہ غلط و مکروہ تھا"۔

الفاظ ایک زبان سے دوسری زبان میں جا منتقل ہوتے ہیں ان الفاظ پر جو کسی حیثیت کا اثر بھی پڑتا ہے حروف تہجی کا تغیر بھی موثر ہوتا ہے۔ ایسے الفاظ جب زیادت حرکت نقصان حرکت زیادہ حرف نقصان حرف تبدل حرف تبدل حرکت تبدل ترتیب تبدل معنی کی کشمکش میں پھنس کے نکلتے ہیں تو وہ اپنی اصلی مولد کے اعتبار سے غلط اور صورت حال کے اعتبار سے صحیح ہوتے ہیں صاحب شعر الہند نے دوسروں کی دیکھا دیکھی غلطی کراہت سبکی ابتذال لفظی و معنوی کا الزام تو قائم کر دیا مگر جو اشعار مختلف شعرائے نقل کئے اون میں غلطی زیادہ ہے اور اوس کا ثبوت کم استعداد کے باعث پیش نہ کر سکے۔ ہم انکو پر ایک جاہلانہ اور بزدلانہ حملہ کہہ سکتے ہیں ہر شاعر کی ابتدائی مشق کم استعداد کی وجہ سے اوسی حد تک محدود رہتی ہے جس حد تک اوسکی اصلاح ہے ہر قسم کی وصلی اوس کے سامنے ہے اوسی کی نقل وہ مجبور ہے۔ رفتہ رفتہ مشق بڑہتی ہے اور نئی نئی صفائی رشاقت اور قوت جدت آتی جاتی ہے یہ دوسری بات ہے کہ شوق موجود ہو مگر خیال کمزور اور استعداد مفقود۔ اگر شاعر کا ہی مصطفیٰ یکرنگ بے استعداد اور بیہودہ گو تھے تو اونکا تذکرہ اپنے شعرا کے ذیل میں کرنا اگلے تذکرہ نویسوں کا قصور فہم ہے اور اگر اوضون نے بھی اصطلاحاً اپنے رنگ میں ابتدائی کا حق ادا کیا ہے تو اون پر تعریض ایک دوسری بیہودگی ہے جو تقلید اوائل مصنف شعر الہند سے بھی سرزد ہوئی۔ دنیا میں کوئی لفظ جسے عامیانہ بازاری یا مبتذل کہتے ہیں۔ مبتذل و عامیانہ نہیں ہے۔ الفاظ باعتبار محل استعمال مبتذل ہو جاتے ہیں دیکھئے باعتبار موزونی و مفاد

باری تعالیٰ خود کلام مجید میں فرماتا ہے کہ مقام ہدایت میں ہم مچھر کی کمارت و مثال سے بھی نہیں شرماتے یعنی حقیر سے حقیر چیز کی مثال پیش کرکے ہدایت کی تکمیل کرتے ہیں۔ بلند یہ ہے کہ روئے لفظ کی شرافت سحبان وائل تک پہونچتی ہو مگر پھر بھی اگر یہ شریف لفظ صحیح محل پر استعمال نہیں ہوا تو سو باجیوں کا باجی ہو جاتا ہے۔ مثلاً بغرض تعلیم سب تم بھی مبتذل نہیں اسلئے کہ اوس کا موقعہ و مفاد صحیح ہے۔ بامثال بغرض توہین کسی سے یہ کہنا کہ دیا ب تم کیا شرافت ظاہر فرمائی ہے؟ لطیفہ گالی کا مرتبہ رکھتا ہے۔ ایک حاکم اگر بغرض انکشاف حال و تعیین جرم فحش سے فحش واقعات کی تحقیقات میں کرتا ہے تو وہ یقیناً ایک منصبی فرض ادا کرتا ہے۔ ایک طبیب اگر مرض کے حالات سمجھانے کے واسطے اپنے مجمع میں ان اعضا کا نام لیتا اور اون چیزوں کو کھول کے سامنے رکھ دیتا ہے جنہیں دنیا چار انگل کپڑے میں چھپائے پھرتی ہے تو وہ ہرگز کوئی بُری بات نہیں کرتا۔ ایک ماہر لغت مجبور ہے کہ فحش الفاظ یا وہ الفاظ جو شرفا کی بول چال میں معیوب و متروک ہیں اپنی کتاب کے صفحات میں لکھے۔ ایک فحش واقعہ کا گواہ یا فریق مقدمہ اثبات دعویٰ کی بحث میں الفاظ یا واقعات کو لفظاً بلفظ نقل نہ کرے تو کیا کرے۔ جناب مولانا دعوے مقدسہ ہیں ہے۔ مقامات الطہارت یا اسباب نجاست یا مواد نجاست کی توضیح نہ کریں تو مسئلہ کیونکر کسی کی سمجھ میں آئے شرعی تکالیف کیونکر معلوم ہوں استبرے اور استنجے کے مقامات تشریح شدہ ہیں! — اور سب سے بڑی بات یہ کہ اخلاقی عیوب سے دنیا بھر کو حضرت پیغمبر کیونکر دور کرتے۔ ہے کوئی ذریعہ!

ہزل ہے دیگر ہے اور کسی مضمون میں ظرافت کے ساتھ مضحکہ پیدا کرنا اور ایک ساتھ ہی حاصل نتیجہ کی درستی پر نظر رکھنا ہے دیگر ہے۔ اس میں فرق کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے مقصود شاعر جو برائی ہوتی ہے شکر ادا کرتا ہو۔

الغرض رند ولی کے تغیر سے جو عنوان اُردو شاعری نے بدلا وہ اگلی شاعری کے ابتذال کی دلیل نہیں ہے۔ اور اگر یہ ابتذال ہے تو دور متوسط کا طرز حال کے طرز کے مقابلے میں ضرور مبتذل کہا جائیگا اس میں چاہے مرزا مظہر جان جاناں ہوں چاہے میر تقی میر مرزا رفیع سودا ہوں۔ یا آتش و ناسخ۔

شعر الہند صاحب کی ایک اور جدت بھی قابل لحاظ ہے۔ یعنی آپ نے شاعروں کی سخن گسترانہ تعلّیوں کو تاریخ اُردو کے دربار میں استادانہ نشست کا ضمانت فرمایا ہے۔ سودا نعیوں اپنی ذات کو موجد ریختہ کہا اور قائم نے یوں کہا اور میر صاحب یہ ارشاد فرماتے ہیں ریختہ کو رنگ میں اپنے مقصود کے خلاف جو اشعار تھے وہ بھی لکھ دئیے۔ شاید دھوکا ہوا کہ یہ بھی دعویٰ کے موئید ہیں چنانچہ سودا کا ایک شعر ہے

یکرنگ ہوں آتی نہیں خوش مجھکو دورنگی
منکر سخن و شعر میں ایہام کا ہوں میں

سودا صرف یکرنگی کے ثبوت میں ایہام کی صنعت سے انکار کرتے ہیں یعنی ایہام میں ایک ہی لفظ کے قریب و بعید دو معنی مشروط ہیں یکرنگی اسکے درجہ مرغوب ہے کہ ایک اچھی صنعت سے انکار کرنا پڑا علی ہذا القیاس میر صاحب کا قول ہے

کیا جانوں دل کو کھینچے ہیں کیوں شعر میر کے
کچھ طرز ایسی بھی نہیں ایہام بھی نہیں

ایہام کے ایک دلکش صنعت ہونے پر دلالت کرتا ہے مگر حضرت مصنف اس شعر کو بھی ایہام کی ہجو سمجھتے ہیں عجیب و غریب ہنرمندوں سے سابقہ پڑا ہے لاحول ولا قوۃ۔

آج خوش اقبال تو ہیں اپنے اسلاف کے بھدے نقوش کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور جناب شعر الہند

اونکی تشخیص درتوہین پر اکتا دہیں۔ تو وجہ کیا؟ حضرت سلامتی سے نہ عیوب پر اطلاع رکھتے ہیں نہ محسنات بدیع پر جو نیت ہیر کی دہی حضرت کی صفیر بلگرامی نے۔ ونفظون کی ایک فہرست وہ بھی آئین بائین شائین لکھدی (اس فہرست کی صحت کے ذمہ دار بھی حضرت شعرالہند ہیں جنے صفیر کا تذکرہ نہین دیکھا ہے) اور حضرت نے جھٹ اوڑا لی۔ اونھون نے لکھا کہ ہی "دلی کے وقت مین بوتے تھے میر و مرزا نے کدھی کی جگہ "کبھی" اختیار کیا حالانکہ پرانے وقت کی بڑھیان دہلی و لکھنؤ کی اب تک "کدی" بھی بولتی ہین۔ اور لکھنؤ بھی مصنف صاحب کو تحقیق کا شعور ہوتا تو ہرگز ایک ایسی فہرست نقل نہ کرتے جسکے اکثر الفاظ آج تک فصحا نے ترک نہین کئے حالانکہ اونکے ترک کا دعویٰ صفیر بلگرامی نے (بقول مصنف شعرالہند) کیا ہے۔ جانچ لینا کتنی بڑی بات تھی میر حسن کا کلام بھی شایع ہوچکا ہے مرزا کا مجموعہ کلام بھی خیال تو کیجئے دو تجنا، یعنی ترک کردن آج تک فصحا کی زبان پر ہے۔ اسی طرح جگ جیسی دنیا ان الفاظ سے اگر بحث کیجائے تو مضمون طولانی ہوجانے کا خوف ہے ایک نرالی تحقیق سنئے آپ نے "آرسی" کو بھی میر و مرزا کے متروک الفاظ مین شامل کرلیا ہے۔ فرماتے ہین "لفظ وقت لی۔ آرسی۔ تبدیلی میر و مرزا۔ آئینہ"

آرسی آجتک دولھنون کو جہیز مین دی جاتی ہے اور اون کے نگینگے (انگوٹھے) کی اجتک زینت ہے۔ کوئی اس زیور کو آئینہ نہین کہتا۔ مگر حضرت کے نزدیک شاید فعلاً اونکا استعمال جاری ہے تو لا متروک۔ اب ناظرین ہی انصاف کرین کہ یہ ہوتا بند ہے یا شعرالہند شاد مرحوم پیرو میر ستے میر کے اس شعر پہ سہ

ہمیشہ مائل آئینہ ہی اوسے پایا
جو دیکھین ہنے یہی خود نمائیان دیکھین

اونھون نے مصرعے لگائے ہین بند کا تیسرا مصرعہ یہ ہے

کہ جب سحر کو اوٹھا آرسی مین منہ دیکھا

یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت مصنف آرسی اور آئینہ کے فرق سے بسبب دستور نا واقف ہون شعرالہند کی ترتیب کسی تحقیق یا محنت کی خدانخواستہ محتاج نہین ہے۔

بس جملہ اوٹھائی اور کتاب ہو تک دی۔ کاتا اور لے دوڑی اس نا تحقیق فہرست کے بعد جو ارباب تحقیق کے نزدیک قابل اصلاح و غیر قابل اعتبار ہے حضرت مصنف فارسی کے احسانات اُردو زبان پر گنواتے ہین۔ مگر در پردہ مقصود یہ ہے کہ اُردو کے شاعر اگر شاعر چور نہین تو اوٹھائی گیرے ضرور تھے چنانچہ جناب شعرالہند نے اپنے قلم سے تمین تو مصحفی کی زبانی روایت سے سودا پر سرقہ کا الزام وارد فرمادیا۔ حالانکہ لیا اوٹھا ایک شاعر اوسی معنی اور اوسی مضمون کو جسے پہلے کوئی شاعر نظم کرچکا ہے اول سے زیادہ خوشنما بنانے کیلئے نظم کرتا ہے اسے تقابل تو تب نظم کہنا چاہیے یہی بات ہے جو حضرت مصنف کے اوستاد معظم کے ذہن مین نہ آئی ورنہ وہ موازنہ انیس و دبیر مین ایک ہی مطلب کے اشعار دونون شاعرون کے قلم سے نکلتے دیکھکے تعجب نہ فرماتے پھر جب اوستاد یہ علم و فضل نہ سمجھے تو شاگرد صاحب باین فقر و افلاس علمی کیا سمجھین گے۔ نقد الشعرا مین یہ ایک عام فتوی ہے "من اخذ معنی عاریا فکساہ لفظا من عندہ کان احق بہ" ایک ننگے مطلب کو جس نے عمدہ الفاظ کا لباس پہنایا وہی اوسکی ملکیت کا سزاوار ہے مثلاً ابراہیم ابن مہدی کا قول ہے سہ

جرحت خدہ یہ بلحظی فما
برحت حتی اقتص من قلبی

(میں نے اپنے خیال چشم سے اسکے خد مجروح کردیے تو اوس نے میرے دل سے اس کا قصاص لے لیا)۔

یہی مطلب احمد بن ابی فنن نے باین الفاظ نظم کیا سہ

ادمیت بالخطرات وجنتہ
فاقتص ناظرہ من القلب

میری نگاہون کی رگڑ سے اوس کے نازک گالون مین اوچھالک آیا تو اوس کا قصاص اوس کی مردمک چشم نے دل سے لے لیا) دوسرے شعر کی لطافت و حسن عیار نے مضمون کا بیعنامہ احمد بن ابی فنن کے نام لکھوا دیا۔ حق یہ ہے کہ معانی و مضامین چرا ہے پر گرے ہوے مال سے زیادہ وقعت نہین رکھتے جو شخص اس مال کو سوارت کرے وہی اوس کا مالک ہے۔ سرقہ توارد

واخذ کی ایک مختصر بحث آئندہ لکھی جائیگی۔

راقم۔ رفیع الخیال کُتّالی۔

اپنی اپنی سمجھ

نو دو ہفت سالہ سر ہنری پوئینٹ فرماتے ہین "جیو جنجال لڑکے بھو جنجال" اگر ہمنے شادی کرلی ہوتی تو کب کے خدا گنج پہونچ گئے ہوتے بات تو معقول ہے مگر یہ حماقت اون کے والد سے بھی سرزد ہوئی اور اون کے دادا سے بھی۔ افسوس اونکے والد اپنے فرزند کی حکمت سے فیضیاب نہ ہوسکے اور آج قبر مین پڑے ہوے کیے کو بھگت رہے ہین۔

مشہور چائے فروش سر ٹامس لپٹن فرانس کی ایک بندرگاہ مین اترے اونکے ساتھ اونکے تین سنگالی ملازم بھی تھے جو داڑھی مونچھ کا حق تو اپنے سر کے بالون کو اندلی سے مل گئے ہوئے ہین۔ یعنی داڑھی مونچھ کا صفایا۔ مگر نشست پہ لمبی گندھی ہوئی چوٹی۔ ایک فرانسیسی نے اونھین دور سے دیکھ کے پہچانا اور اپنے ساتھی سے کہا۔ "دیکھو وہ سر ٹامس اپنی تینون کالی کلوٹی بیبیون کے ساتھ جارہے ہین"

کمزور مریض۔ "اُف اوہ"

ڈاکٹر۔ "کیون۔ کیسے ہو"

مریض۔ "اب تو سانس بھی سینے مین اٹکتی ہے"

ڈاکٹر۔ "گھبراؤ نہین مین اسے روک دونگا"

"واقعی سانس روکنے ہی کی چیز ہے"

ایک دوست (مفلس)۔ "جانی مین کسی دوست سے قرض نہین لیتا "القرض مقراض المحبۃ""

دوسرا دوست (مالدار)۔ "سچ! یہ بڑی عمدہ عادت ہے۔ آج سے ہم تم جانی دوست ہین۔ لے ہاتھ ملاؤ"

رکھشا بندھن ہندوؤن کی قدیم رسم ہے۔ یہ رسم ادا کرنے رکھی لے کے بنیے کے یہان پہونچے۔ بنیے رام نے ایک

پانی دور سے دکھائی۔ دیتا کو بہو فواحشی ضرب آئی کہنے لگے "رہنے دو۔ پانی پانی نہ پانی نہ پانی" بیٹا عاجز جواب تھا راکھی کھول کے آگے بڑھائی اور کہا "رحمی! راکھی راکھی خدا راکھی"

"نیرن"

لطیفہ

ایک ممبر صاحب میٹنگ سے گھر آئے۔ بی بی جھلائی ہوئی بیٹھی تھیں کہنے لگیں "آخر تم یہ روز دوپہر رات تک کہاں غائب رہتے ہو"

ممبر "جلسوں میں"

بی بی "ان جلسوں میں ہوتا کیا ہے آخر ہم بھی تو سنیں؟"

ممبر "اچھا ایک دن زرا دو سیر چاول ڈال کے میز بچھاؤ اور لڑکوں کو بلا کے فرش پر بٹھاؤ تو بتاؤں کیا ہوتا ہے"

(سامان درست ہو گیا)

ممبر "لڑکوں سے) ہاں تمھیں کیا درکار ہے"

لڑکی "دو پیسے کی مٹھائی"

ممبر "منظور۔ دوسرے سے) تم کیا چاہتے ہو"

لڑکا "ایک ریشمی سوٹ"

ممبر "تمھاری درخواست زیر تجویز ہے۔ بی بی سے) اب آپ فرمائیے"

بی بی "بیس تولے کا طوق"

ممبر "ارے توبہ! توبہ!! نامنظور نامنظور"

سوچ سمائے سکینہ از قائم گنج

وشن مسیح کا ملہ

میرا کچھ عرصہ سے جبر... ہوا رسالہ تفریح ملا جس میں بہترین مضامین دلچسپ چھوٹے قصے۔ ناول۔ معلومات۔ لطائف اور عمدہ تصاویر وغیرہ ہوتی ہیں۔ رسالہ کا نام تفریح دوجو تاریخ نہایت عجیب ہے اور باریک پاکیزہ کاغذ پر ہر ماہ شائع ہوتا ہے ضخامت تقریباً بہت ہی عمدہ ہوتی مضامین کی خوبی اور ترتیب کی خوبی ہے... اس کے اعتبار سے قیمت صرف دو روپیہ سالانہ

تفریح

... سالانہ صرف دو روپیہ ... نمونہ ... مفت آ سکتا ہے۔

منیجر رسالہ تفریح قاضی اسٹریٹ بجنور (یو۔ پی)

صبح وطن

آنجہانی پنڈت برج نرائن چکبست کا مجموعہ کلام سر تیج بہادر سپرو کے لکھے ہوئے دیباچے کے ساتھ انڈین پریس الہ آباد سے عمدہ کاغذ صاف و واضح ٹائپ خوبصورت تقطیع پر چھپکر شائع ہوا ہے۔

چکبست صاحب ایک مشہور و معروف شخص تھے اور ان کی اردو سے جو ساتھ ہی خلوص تھا وہ بھی عالم آشکار ہے۔ اساتذہ کا تتبع اس قدر انھیں اپنی شاعری میں ملحوظ رہتا تھا کہ اپنے معاصرین کو ان کے کلام میں اعتراض کے پہلو نہ ملے اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ ان کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ ایک محاورے سے متعلق اگر کسی نے چھیڑ دیا تو پانچ چھ شعر پڑھ دیتے تھے۔

شاعری کی ایک صنف خاص غزل ہے۔ غزل کے بحر میں چند خصوصیات ہیں۔ پرانے پاگلوں سے زیادہ رکھیں ورنہ ان کا جنون عشق مشہور ہے اپنے عشق کا مقابلہ ... سے ... اپنے معشوق کا دنیا کے ذی روح وغیر ذی روح خوبصورت اشیا سے برتر و بالا ثابت کرنا۔ وصل کا شوق۔ ہجر کی ایذا۔ کائنات کے تمام اجزا کا عشق کی جا بجا میں اتباع۔ بدگمانی کے اظہار میں خود اپنے ہی سایہ سے جلنا۔ نو معشوق اگر اپنی ماں کی جانب بھی متوجہ ہو تو عاشق صاحب اور سے جل اپنی شکل سوت سمجھیں۔ ظلم و جور۔ بدگمانی۔ بد دماغی بے وفائی و تفرقت پیچ جب خبر نہیں بیٹھی ہے رقیب پر نسبتی کے ہو رہے معشوق صاحب کی آوارگی اور باوجود نیک ... وفور عشق کی بدولت عاشق صاحب کا خوش ہونا۔ مبالغہ عشق کی وجہ سے حسن کے اوصاف میں اسی پرواز کرنا کہ دہن و کمر کے عدم سے معشوق صاحب کے وجود پر کیا گزرے گی۔ تشبیہات میں ہر شے کی جو ٹی کی صنعت کا انتخاب اور دیگر اوصاف سے قطع نظر مثلاً گل کا رنگ و بو ہرن کا وحشیانہ انداز وغیرہ۔

الغرض یہی خصوصیتیں غزل کو دیگر اصناف شاعری

سے جدا کرتی ہیں۔ چند۔ سرو بوستان لکھنے والے سعدی نے بھی غزل میں انھیں خصوصیات کا لحاظ رکھا ہے۔ جو لوگ غزل کی اصطلاح خاص سے واقف نہیں ہیں وہ اعتراض کرتے ہیں کہ صاحب لکھنؤ کے شعرا بجز چکبست (ایہام) یا زلف و خال کے اور کچھ کہنا نہیں جانتے۔ اصناف سخن کی حد بندی ہو جانے کے بعد اہل فن کے نزدیک۔ اس قسم کے اعتراضات کی وقعت نہیں رہتی۔ اخلاقی نصیحت نامہ لکھنے کے بعد اوسے غزل کا لقب دینا سراسر اصطلاح کا بیجا استعمال ہے اگر یہ نادانی نہیں تو ہمیں حق ہے کہ ؎

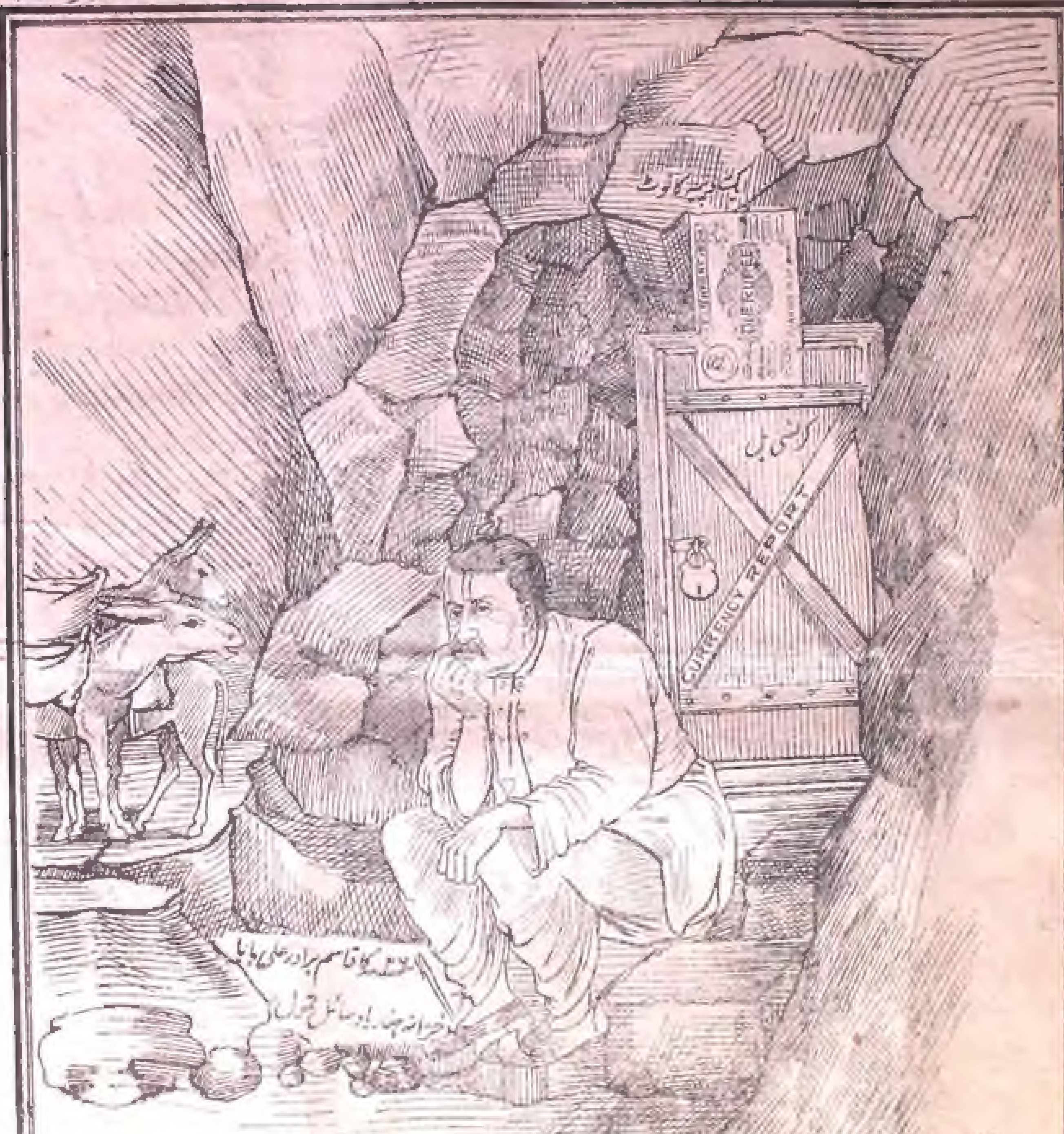
کر بیا بنجشائے بر حال ما

کہ ہستم اسیر کمند ہوا

کوئی غزل کہیں۔ کسی شاعر پر یہ قدغن نہیں ہے کہ وہ اپنے طبعی جذبات کا محل صرف محض غزل ہی کو سمجھے۔ مرثیہ۔ قطعہ۔ مثنوی۔ رباعی۔ قصیدہ بھی نظم کے اقسام میں ان پر جوہر طبیعت دکھانے والا بھی شاعر سمجھا جاتا ہے۔ غزل کو میدان کشادہ ہیں۔ کبھی بند نہیں ہوئے ہیں۔

انھیں گل و بلبل کے افسانہ گویوں نے میدان شاعری میں کوئی گوشہ اپنے نقش قدم سے خالی نہیں چھوڑا۔ چکبست صاحب نے اسی وجہ سے غزل گوئی کی جانب بہت کم توجہ فرمائی وہ اپنے گھر پر مشاعرے کرتے تھے غزل گو شعرا کو جمع کرتے تھے دائرہ غزل کے پامال و محدود ہونے کے باوجود اگر کوئی شاعر نیا مضمون پیدا کرتا یا پرانے مضمون کو نئے عنوان سے باندھتا تو دل کھول کے داد دیتے تھے۔ مناسبت طبیعت کے باعث سے انھیں مرثیے کے طرز پر مسدس لکھنا زیادہ مرغوب تھا مگر انھوں نے کبھی غزل گو شعرا کے بارے میں برے خیالات کا اظہار نہیں کیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ دیباچے کے ایک خاص جزو میں اس قسم کی بیجا تعریض موجود ہے۔

بہر حال چکبست صاحب کا نام اور نئے ادبی کارنامہ کی اشاعت سے یقیناً بلند ہو گیا۔ اور سر سپرو کی سعی مشکور سمجھنی چاہئے۔ قیمت معلوم نہیں۔



"آہ سمسم" کا طلسمی نقشہ یاد رہا، پھر بھی باربرداری کے خچر خالی ہیں، اوٹھاؤں کیا؟ جیتے جی مرے، سچ ہے "اتنا سمسم محروم م"

سرکاری اشلوک

ڈاکٹر میکڈانلڈ سابق لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ سے جہان کا ہر شخص واقف ہے باتعینی کہ حضرت نے اس ملک مین بی جمالو کی خدمت انجام دی۔ جو آگ لگا کے الگ ہو گئی تھین۔ ابا! وہ زمانہ بھی عجب مزے کا تھا جب حضرت نے اردو ہندی کا جھگڑا چھیڑ کے میدان سیاست مین تعصب کے مینڈھے لڑوائے۔ طرفہ ماجرا یہ کہ فتح لڑنے والون (ہندی و اردو) مین سے کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ میسر آئی تو کسے؟ انگریزی کو! جس کا اس میدان جنگ مین کہین نشان نہ تھا۔ لڑنے والے یہ بھی نہ سمجھے کہ کیا ہو گیا۔ ہندوستان مین اسلامی سلطنت ہونے کے سبب سے فارسی رسم الخط عام ہو گیا تھا خصوصاً ان حصص ملک مین تو ہندوؤن کی استعداد عربی و فارسی کسی طرح مسلمانون سے کم نہ تھی۔ شاہی دفتر فارسی تھے اردو کی عمومیت دیکھ کے انگریزون نے جب دفترون سے فارسی کا عمل اوٹھا لیا تو اردو کسی قدر توانا ہو گئی مسلمان اور ہندو متحد ہو کے اسے ترقی دینے لگے۔ اگر یہ دور اکثر ہوتا تو اب تک اردو ملکی زبان کی حیثیت اختیار کر لیتی اور شاید انگریزی کا یہ زور نہ ہوتا کہ جو انگریزی سے واقف نہین وہ آدم کی اولاد سے خارج ہے۔ مگر اب نہ اردو ملکی زبان ہے نہ ہندی بقول وائی حلیمہ۔

نہ تو کو نہ مو کو ہے چولھے مین جھو کو

الحاصل تعصبات کا نتیجہ یہ ہے کہ جہان ہندی سے کوئی واقف نہین وہان اکثر محض ہندی چھپون اور اشتہارون سے کام لیا جاتا ہے۔ چنانچہ معزز ہمعصر مشرق نے ۱۹ اگست کی اشاعت مین ایک ہندی اشتہار کا مضمون نقل کیا ہے۔ یہ اشتہار مسلم ووٹرون کی فہرست مین عذرداری کے متعلق ہے۔

ذری آنکھ کھول کے دیکھئے تو یہی اشتہار ہے سرکاری کھاتا کی پوتھی کا اشلوک؟

لجسلیٹو کونسل

اشتہار

اس اشتہار و اربکاشت کیا جاتا ہے کہ یدی کوئی شخص جس کا نام چناؤ کرنے والون کی فرد مین درج نہین ہے اس فرد مین درج کرانے کا ادھکاری ہو یا یدی کوئی شخص جس کا نام اوکت استھان مین یا اوچت ریت سے یا است ببرن کے ساتھ درج ہو گیا ہے۔ جنار تھ روپ سے اپنا نام رجسٹر مین درج کرانا چاہے یا یدی کسی شخص کو جس کا نام فرد مین موجود ہے سو تیگ اپنا یا کسی دوسرے شخص کا نام فرد مین سملت کے جانے کی سمبندھ آچھیپ کرنا ہو تو اسکو ادچت ہے کہ اپنا ادھکار و آچھیپ ہست آکچھر کرنے والے کے آگے ۲۲ ستمبر ۱۹۲۶ء کو یا اس سے پہلے نویدن کرے۔

ہر ایسا ادھکار و آچھیپ لیکھ دوارا نویدن کرنا چاہئے اور اس لیکھ مین اون پوکتاون اور کارنون کا جن کی بنیاد پر دعوی کیا گیا ہے یا اون کارنون کا جن کی بنیاد پر آچھیپ ببرن دیا جانا چاہئے ارتھات جیسی کردشا ہو۔ ہر ایسے شخص کو جو دعوی یا آچھیپ کرنا چاہے ادچت ہے کہ وہ ایک بھن پرار تھنا پر ایسا کرے یہ پرار تھنا پتر اور اس کی ایک نقل اور پردکت شخص ہست آکچھر کرنے والے کے سامنے سو تیگ اتھوا اپنے پرت ندھ دوارا جسکو اوس نے ان سمبندھ مین جنار تھ روپ ادھکار دیا ہو۔۔۔ بھیجے اور۔۔۔ بھیجے کہ وہ مین اوپستت کرے گا۔

ہستاچھر
بن سودھن کرنے والا حاکم

جو صاحب اس اشتہار کا ترجمہ لکھ کے بھیجین اونھین ایک دیکسچنا پتا سا انعام مین ملیگا

صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کیلئے

راقم خاکسار اودھ ملک

مولانا پنچ کی نوٹ بک

لیڈری کا دسترخوان

معزز ہمعصر سیاست علی برادران کے بارے مین ایک ضروری سوال کرتا ہے کہ "ابن دونو بزرگون کی روش کیا ہوگی" یہ سوال اطوار زمانہ سے غفلت نے پیدا کیا ہے ورنہ اسکا جواب معاصر موصوف خود ہی دے سکتا تھا۔ ہم بتاتے ہین کہ اون کی روش کیا ہوگی۔ اسحضرت ایک پاؤن ہوگا میدان سیاست ہند مین دوسرا پاؤن ہوگا مذہبی پہاڑ کی چوٹی پر۔ اور لنگڑی کھینچتے ہوئے لیل و نہار کا پالا طے کرینگے۔ "تیرا کوئی نہین" ایک بھی نہ تھا اب شدہ بھی دو دو ہین اندھی دنیا گونگی دنیا دیکھنے کہنے سننے کی عادی نہین وہ جھلکڑ بھی ہے۔ کون پوچھے کہ جب ابن سعود و شریف

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت دیوانی عالیجناب مولوی سید رشید حسین صاحب بہادر جج ماتحت ہردوئی مقام ہردوئی۔

مقدمہ نمبر ۱۹۹ ۱۹۲۶ء

لالہ اندر پرشاد ولد لالہ گنپتی لال قوم رستوگی ساکن شہر لکھنؤ محلہ بازار راجہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سائل

بنام۔ پنڈت رتن لال وغیرہ۔۔۔۔۔۔۔ فریقثانیان

بنام ہر سرن بالغ۔ گنگا سرن نابالغ بولایت ہر سرن پدر خود۔ پیران سور چلیار ساکنان شہر بنارس محلہ گوری گنج مکان نمبر ۲۳ ہرگاہ مسمی لالہ اندر پرشاد نے درخواست اس عدالت مین گزرانی ہے کہ نام مدیونان سبیان۔

(۱) ہر سرن بالغ (۲) گنگا سرن نابالغ (۳) پنڈت گنگا شنکر۔

سائل کا نام قائم کیا جائے۔

لہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم بصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ۲۰ ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء اس عدالت مین حاضر ہو کر وجہ بیان کرو کہ درخواست مذکور کیوں نہ منظور کیجاوے۔ اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری مین سماعت کی جاویگی۔

بتاریخ ۱۳ ماہ اگست ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

وقت حاضری بمقدمہ دیوانی مطابق ۔۔۔ ہردوئی ۔۔۔ ہے

مترجمہ۔۔۔ مہر عدالت

دستخط منصرم۔۔۔ ہردوئی
بحکم عدالت

کی طرف سے اطلاعات ہیں ابن سعود کے پیام دعوت کو ترجیح کیون دی گئی ایک بھونا کیون کیا گیا دوسرا حجاز کو کام مسلم پنج ائیے پچھلے واقعات کا اس امر سے تقابل کیا جائے تو قریب تر دگی کے ابر سو میں حجاز کی عارضی ناکامی آج بھی کر بیٹھے گئے مگر گذشت انچہ گذشت۔ ہماری عادت ہے کہ منزدیکی واقعات کے نتائج پہلے سے بیان کر دیتے ہیں لہذا اس سوال کا جواب بھی ہفتون پیشتر عرض کئے دیتے ہیں۔ بیسک کہ تو نو گا کر مو وہ تاریخ فراست سے بے بہرہ ہیں۔

بدل جواب ہے مجمل۔ کیا معنی کہ اب لڑکے گنڈ وس نہیں کھیلتے۔ اب ہاکی کرکٹ فٹ بال کا رواج ہے لہذا اسکے۔

ایک دسترخوان بچھنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ دوست احباب مصروف کار ہیں۔ دسترخوان کا نام "آل انڈیا حجاز پارٹیز کانفرنس" اس دسترخوان پر الوان نعمت چنے جائیں گے۔ اس بات کی بیحد کوشش ہوگی کہ خدام الحرمین کی شیر برنج خلافت کا پلاؤ۔ اور ہندوستانی سیاست کا شن چاب سب "قبلہ کونین" کے معدۂ جید الہضم میں اتر جائے۔ انجمن خدام الحرمین حیثیتیں جھیل چکی یہ مصائب عالم بالا کی لوح محفوظ میں لکھ لئے جائیں گے اور سنی شیعہ اپنے اصلی مطالبات سے دست بردار ہو کے یا تو وہی مسلک اختیار کرینگے جو اس طعام ممزوج کے استعمال سے پیدا ہوگا یا پھر او نہیں ایک بڑے سیاسی گروہ کے مقابلے میں کوئی دوسری انجمن بنام غلام الحرمین بنانی پڑیگی وجہ یہ ہے کہ آل پارٹیز کے گروہ میں وہ دل نوحوشتے سے بھی لتا مشکل ہے جس میں مذہبی وہ وہ معاملہ کثرت رائے سے دو کے ہو جائیگا کثرت رائے اون مبصرین کی ہوگی جن کو لکھنؤ میں سیاست کا چاؤ چوچلا ہوا ہے۔ حجاز کی سیاست کو ہندوستان کی سیاست سے جو تعلق ہے وہ اسقدر ہے کہ ہندوستانی حاجی آرام تمام حج کر لیں۔ اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ قبور کی پامالی مذہب سے علاقہ رکھتی ہے مذہبی اختلاف کا ایک آل پارٹیز کانفرنس نہیں ہو سکتی اگر یہی تو پھر تجہیز ہی ڈالک کی بن باتے۔ وہیں آپس کی برادری جو آگے تھی سو اب بھی ہے۔

وجوہ اختلاف میں تقابل ہے عدم و ملکہ کا۔ پھر وہ کیونکر پیش ہو سکتے ہیں۔ پیش ہوں تو وہاں بدوؤں کے بغیر کیونکر اتحاد قائم رہ سکتا ہے۔ اور دل بقول کوال

رزولیوشن نمبر ۱۔ حضرت ابن سعود سے درخواست گزارش کی جائے کہ وہ اگرچہ قبے نہ بنوانے کے خلاف ہیں تو کم از کم ان کی تطہیر بذریعہ بول و براز فرمائیں وہیں ایک آدھ حاکم رکھ دیں کہ اہل نجد کا سلسلہ جاری رہے

کثرت رائے سے منظور ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۲۔ کونسل حجاز میں ایک ہندوستانی نمائندہ بھی ہونا چاہئے اور حکومت حجاز کی طرف سے ایک درجن رومال عنایت ہوں کہ جب یا مشرک یا کافر کہنے کے بعد کوئی ابن سعودی گھونسے مارے اور جیب کی تلاشی لے کر کے حضرت شرک کا استفراغ فرمائے تو آنسو پونچھنے میں یہ رومال کام آئیں۔ دامن نہ خراب ہو۔

کثرت رائے سے منظور۔

رزولیوشن نمبر ۳۔ یہ کانفرنس عارف جمیع شرک خفی و جلی حضرت ابن تیمیہ پر اظہار اعتماد کرتی ہے۔ اور ان کے مصنفات پر عمل کو ناجائز نہیں سمجھتی۔

جناب مولانا آنریبل مسٹر ادوت پنا گمنے نے ترمیم پیش کی۔

"اور حضرت سلطان ابن سعود سے درخواست ہے کہ لا اکراہ فی الدین پر عمل فرمائیں۔" (ترمیم منظور) بالاتفاق پاس۔

دسترخوان معمول خلاف دانشمندان مسرور ہوئے اسی غذا پر قناعت کیجئے۔ باقی تمام تو یہ مسائل سیاسی کونسل کی ممبر بازی اور لیڈر سازی پر بندہل بقول عوام۔ آم۔ یکبار اہضام رہضم۔ انکی خلاف قیمتی کھال۔ جدہر دیکھتا ہوں اودھر تو ہی تو ہے۔

اسس ادا پر فریفتہ قربان



"زنان یورپ کا ترقی یافتہ فیشن"
اسی فیشن کے انتظار میں اہل ہند بھی ہیں۔

اور اس میں ذخیرہ ہو تار ہے۔ اور جنت البقیع سے شتر خانہ ہٹائیں اور ہندوستان کے آخری اٹھانے والے تجویزون کو اجازت دیں کہ وہ پامال شدہ قبرستان کا ایک نقشہ بنائیں اور اس نقشے میں ہر قبر کی جائے وقوع نمبر دے کے لکھ لیں۔ اور نہیں نزدیک سے نہیں تو دور ہی سے بغیر اشارہ و دعا و مستعد ہا فکر کر کے دیکھ لینے کی اجازت دیجائے۔

کھلا ہمیں یہ سبحان حرم کے گلشن کی
اے باد صبا جھونکا ایسا نہ کبھی آئے

قوم منصور ایا آپ کی اولاد کے لئے ہندوستانی کمشنری اسلامیت شائع کرنی چاہئے ہندو خود کرتی ہے تہذیب گم ہو رہی ہے اس لئے ہوتے ہوئے مٹی ہوئی تہذیب کو زندہ کرنا چاہیں سب کر مسلمان پر اسلام کی نیک روشنی اور جوش اسلامی کو بہت زیادہ بحال کرنا چاہئے دو فوائد ہیں جو حاصل ہیں بطور تعلیم کے تمیں حسب فیل ہیں خود کتاب ان تبر حضور دفتر قوم منصور۔۔۔ کیا اچھے ایسے افراد قوم کا تذکرہ کر کے بہت شکر گذار ہوں۔

بنام خادم القوم خواجہ محمد عبد الغفار سکرٹری
دفتر اصلاح المسلمین جمعیت منصور الہند قصبہ ... ضلع ...

مایوس نہ ہو

اگرچہ اشتہاری اودیہ نے لوگوں کو بدظن کر دیا ہے مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ طلائے عجیب بطور نمونہ صرف ۵ یوم کے لیے قیمتی ۸ علاوہ محصول کے طلب فرمائیں اور عرصہ میں یہ حیرت انگیز طلا بلا آبلہ ڈالے عضو مخصوص کو موٹا قوی اور دراز کر کے خمی کجی لاغری سستی کوتاہی تیزی ... کے منحوس اثرات کو دور کر کے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر دے تو بقیہ ۱۲ یوم کے لیے طلا صرف دو روپیہ آٹھ آنہ طلب فرمائیں ۱۲ یوم تک ... سے پرہیز کریں خواہ کوئی مجبوری کرے پوری شیشی کے ہمراہ جوب مقوی ... واضح ہو کہ قیمت بہ پابندی مفت روانہ ہوگا پوری شیشی برائے ۱۲ یوم بے محصول اور ہر جا منگا کر خریدار ہوگا پوری شیشی کے خریدار سے بصورت عدم نفع واپسی قیمت اور دس سال کے اندر زائل ہونے کی صورت میں دوبارہ مفت بھیجنے کا وعدہ۔ منیجر دواخانہ غلط العلاج لکھنؤ

نمونہ بازی

ایک وبا ہے جسے نمونہ بازی کہتے ہیں۔ عموماً لوگ دو پیسے اپنے اور دو آنے ہمارے برباد کرتے اور پرچہ دیکھ کے خاموش ہو رہتے ہیں۔ یہ تو ہم سمجھتے ہیں اگر ایک آنا تو دوسری بات ہے۔ مضامین کچھ میں بھی آئے یا نہیں ہر پرچہ میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ یہ پرچہ آپ کے مذاق کے موافق ہو لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ایک ششماہی کے خریدار بن جائیے اور حضرت اودھ پنچ کے علمی فیوض سے محض ایک نمبر دیکھ کے محروم نہ رہیے۔

آیندہ نمونہ بھیجا نہ جائے گا۔ قیمت ششماہی تین روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیجیے۔ وی پی نہ منگائیے بشرط پسند ۲ ہفتے کے اندر بقیہ دو روپیہ بھیج دینے پر سالانہ ششماہی کی توسیع سال بھر کے لیے کر دی جائے گی۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو کھانسی ہیضہ درد پیٹ درد سر۔ دست سنگرہنی۔ نظلہ نزلہ زکام وغیرہ جملہ امراض کے لیے خوش ذائقہ دوا ہے۔ صرف پانی میں چند قطرے استعمال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں۔ قیمت ۸ ہر جگہ بکتا ہے۔

دودھ فج کیسری پینے والے کو طاقت کے جوڑے کھونے والی [illegible] دوا قیمت ۸

بال سدھا بچوں کی کمزوری کو دور کر کے بدن کو مضبوط فربہ اور چست بنانے والی بچوں کی دوا قیمت ۱۲

ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب **بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی**

سول ایجنٹ اندر جینہ اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ الف مرزا اینڈ سنس کچہری لکھنؤ

دوزخ کا نمونہ

دیکھنا چاہو تو اس گھر میں جاؤ جہاں مرد عورت سے کمزور ہے کوتاہ اور کمزور بچے والوں کے اولاد بھی پیدا نہیں ہوتی۔

فیٹا

اس عیب کو دور کرتا ہے اس کے استعمال سے فربہی اور درازی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان ہر طرح کمل ہو جاتا ہے کھایا نہیں بلکہ لگایا جاتا ہے۔ کوئی تکلیف اور پرہیز نہیں قیمت نمبر ۱ برائے اعلیٰ امرا پانچ روپیہ آٹھ آنہ نمبر ۲ برائے رؤسا دس روپیہ آٹھ آنہ ہمارے عجیب غریب تحفوں کا حال ضرور منگا کر دیکھیے۔ دو پیسہ کا کارڈ بیکار نہیں جائیگا حوالہ خیال دیں

پتہ رسائن گھر شاہ جہاں پور

مبلغ ہیں روپیہ کا نقد انعام

جسے نمبر ۱۰ و ۱۰ عام و نیز خاصیت کی وجہ سے ... پارسل تیار کر کے جیب میں حسب ذیل کتابیں ہیں۔ ... بہت سی مفید باتیں ہیں۔ [illegible] ... کا مطیع ہو جاتا ہے جس ... مشکل ہو ... کی برکت سے تمام کاموں میں کامیابی نصیب ہوگی ... [illegible] ... جلدی انعامی پارسل خریدیئے ... پر دستخط ... ہو تو ... جاتا ہے۔

منیجر اردو بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمایئے

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجیب و غریب نظم ہے پڑھیے اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے۔ قیمت فی جلد ..... ۶ ٹکٹ بھیج دیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر :- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہر بیماری کا علاج خود کر لو

جو صاحب حکیم مسیح پرشاد اگروال کی بنائی ہوئی کتاب مجربات مسیحی کا مطالعہ کر لیں گے وہ نہایت ... ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ کرنے کے قابل بن جاویں گے۔ اور اگر وہ چاہیں گے تو اسکے ذریعہ دوا و علاج میں سیکڑوں روپیہ کی فیس کما سکیں گے ہر ایک بیماری کے واسطے نایاب نسخے درج ہیں جو کوڑیوں میں تیار ہوتے اور اثر میں ... قیمت فی کتاب مجلد ... علاوہ محصول چار رتی ایک ساتھ خریدنے پر ایک کتاب مفت لی۔ جو صاحب ... لکھے ... کے نام مع پورے پتہ کے لکھ کر بھیجیں گے انکو چراغ صحت نامی رسالہ مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر

منیجر دفتر چراغ حکمت علیگڈھ شہر (یوپی)